بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرا ماھی صلِّ علیٰ میں کچھ بھی نہیں

متاعِ آخرت

ہدیۂ نعت

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

از

پروفیسر محمد فائق صدیقی قادری بدایونی

شائع کنندگان

محمد اویس صدیقی، محمد بلال صدیقی، محمد زید صدیقی

بی ۱۰/۳۰۶ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے شک اللہ اور اسکے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے
ہیں۔اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور
خوب سلام بھیجو۔

-----☆-----

اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیج جس طرح تو نے صلوٰۃ بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر اور انکی آل پر بیشک تو تعریف کے لائق اور بزرگ ہے۔اے اللہ! برکت دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو اور انکی آل کو بیشک تو لائق تعریف اور بزرگ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرا ماحصل صلِّ علیٰ میں کچھ بھی نہیں

متاعِ آخرت

ہدیۂ نعت

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

از

پروفیسر محمد فائق صدیقی قادری بدایونی

شائع کنندگان

محمد اویس صدیقی، محمد بلال صدیقی، محمد زید صدیقی

بی ۱۰/۳۰۶ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی

جملہ حقوق بحقِ مُحبانِ رسول ﷺ

اشاعت اوّل	:	۲۰۰۰ء
تعداد	:	دو سو (۲۰۰)
مطبع	:	گیلانی پرنٹرز رابسن روڈ کراچی
قیمت	:	دعائے خیر

پیش کش :

- محمد اویس صدیقی
- محمد بلال صدیقی
- محمد زید صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بنامِ محمدؐ و آلِ محمدؐ

محمد فائق صدیقی قادری

فہرست مشتملات

صفحہ نمبر

☆	نثر	اعتراف عجز	۷
☆	حمد پاک	کہیں بندے سے بھلا حمد و ثنا ہوتی ہے	۱۳
☆	سلام	سلام اے رحمتوں کے تاج والے	۱۴
☆	نعت پاک	یہ سچ ہے خطاؤں کے توانبار بڑے ہیں	۱۶
☆	نعت پاک	شبیہِ اسوۂ محبوبِ داور	۱۷
☆	نعت پاک	ہماری داستانِ دل کا عنواں	۱۸
☆	نعت پاک	واجب الاحترام ہوتے ہیں	۱۹
☆	نعت پاک	کوئی تمثیل ممکن ہی نہیں ہے شاہِ خوباں کی	۲۰
☆	نعت پاک	صبح کرتا ہوں شام کرتا ہوں	۲۱
☆	نعت پاک	نیرنگیٔ بہار ترے دم قدم سے ہے	۲۲
☆	نعت پاک	رندوں کا اگر شیوۂ رندانہ سلامت	۲۳
☆	نعت پاک	وہی سنتے رہنا وہی خود سنانا	۲۴
☆	نعت پاک	بندے ہیں مگر دیکھئے یہ شان محمد ﷺ	۲۶

☆	نعت پاک	جو محرومِ جلوہ ہو' جائے مدینہ	۲۷
☆	نعت پاک	کوئی بھی رنگ ہو میرا کوئی انداز رہے	۲۸
☆	نعت پاک	ندامت کی بھی اب مہلت نہیں ہے	۲۹
☆	نعت پاک	الفاظ ساتھ دے نہ سکیں جب خیال کا	۳۰
☆	نعت پاک	جو صدق دل سے نبی ﷺ کے غلام ہو جائیں	۳۱
☆	نعت پاک	تموّج بحر رحمت میں اگر سرکار ﷺ ہو جائے	۳۲
☆	نعت پاک	کوئی خطرہ نہیں اس کو جہاں میں	۳۳
☆	نعت پاک	خیال ان کا محیطِ قلب و جاں ہے	۳۴
☆	نعت پاک	دیدارِ روئے شاہ کا امکاں نظر میں ہے	۳۵
☆	نعت پاک	عاشق بھی خدا کے وہی محبوب خدا بھی	۳۶
☆	نعت پاک	بہر سو رقصِ بسمل کا سماں تھا	۳۷
☆	نعت پاک	پردہ روئے روشن سے اٹھا دو مرے آقا	۳۸
☆	نعت پاک	نہ کوئی آرزو رکھنا نہ کوئی جستجو کرنا	۳۹
☆	نعت پاک	ہم تصور میں شب غم کو سجا لیتے ہیں	۴۰

☆	نعت پاک	کیوں غش ہوئے کیا حضرتِ موسیٰؑ نظر آیا	۴۱
☆	نعت پاک	شعاعیں نور کی ان سے چلی ہیں	۴۲
☆	نعت پاک	جب غلام ان کو محبت سے صدا دیتے ہیں	۴۳
☆	نعت پاک	وجہِ سکون ہوئے موجبِ قرار ہوئے	۴۴
☆	نعت پاک	ڈھونڈنے والے کو خود اپنا پتہ مل جائے	۴۵
☆	نعت پاک	نقش باطل کے سب مٹا دینا	۴۶
☆	نعت پاک	محمد ﷺ مصطفیٰ کہیئے حبیب کبریا کہیئے	۴۷
☆	نعت پاک	یہ ہے تاثیر ان کے نقش پا کی	۴۸
☆	نعت پاک	کعبہ کو دیکھ کے سرکار ﷺ کا روضہ دیکھا	۴۹
☆	نعت پاک	ہو جنہیں شوق دید اِدھر دیکھیں	۵۰
☆	نعت پاک	(سانٹ) روشنی سے جو محبت ہے تو جلنا سیکھو	۵۱
☆	منقبت	محبوب رب محبتِ نبی ﷺ جانِ اولیاءؒ	۵۵
☆	دعائیہ منقبت	در پہ آیا ہوں طلب گار ہوں شیئاً للہ	۵۶
☆	سلام (بحضور محبوب غوث پاکؒ)	السلام اے تاجدار بزم عرفاں السلام	۵۸
☆	نثر	ایک انوکھا اور نرالا سلسلۂ طریقت	۶۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعترافِ عجز

انسان ظاہر و باطن، داخل و خارج، جسم و جاں، روح و نفس اور نیت و عمل کے دوراہے پر کھڑا ہے اور اس تضاد ظاہری کے پر تو میں اسے اپنی راہ تلاش کرنی ہے۔ خالق کائنات کے علاوہ کسی کو اس تضاد سے نکلنے کا راستہ معلوم نہیں وہ چونکہ کل کا خالق ہے حقیقی اَمر کا حامل اور قادر مطلق ہے اس لئے اس گورکھ دھندے میں صراط مستقیم وہی دکھا سکتا ہے چنانچہ تخلیقِ کائنات کے آغاز سے آج تک وہ ہی اپنے بندوں کی رہنمائی کرتا رہا ہے حضرت آدمؑ کے علاوہ باقی تمام انسانوں کی رہنمائی کے لئے اس نے انبیاؑ بھیجے اور خود انبیاؑ کی رہنمائی فرمائی حضرت آدمؑ کو توفیق توبہ دی، نوحؑ کو کشتی بنانی سکھائی۔ ابراہیمؑ کو بت شکنی کا خیال عطا فرمایا اسماعیلؑ کو خوئے وفادی۔ یعقوبؑ کو بصیرت۔ ایوبؑ کو صبر۔ سلیمانؑ کو شاہی۔ یوسفؑ کو حسن۔ موسیٰؑ کو شرف دید اور عیسیٰؑ کو مسیحائی عطا فرمائی اور انہی واسطوں سے انسانیت کی رہنمائی کی۔

یہ تمام انبیاء اپنے اپنے عہد اپنی قوم اور اپنے اپنے علاقوں کے لئے تھے چنانچہ ان کی ایک ذمہ داری تو اپنی قوم کی اصلاح تھی اور دوسری ذمہ داری نبی آخر الزّمان ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت تھی۔ سرکار دوعالم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد دو اہم کام ہوئے اول یہ کہ انبیائےؑ ماسبق کی تصدیق ہوئی اور دوم یہ

کہ سابقہ احکامات منسوخ ہو گئے سرکار دو عالم ﷺ پر چونکہ نبوت اپنے کمال کو پہنچی اس لئے انبیاء کی آمد بھی ختم ہوئی اور قرآن حکیم قیامت تک کے لئے ہدایت بنا اللہ نے امت محمدی ﷺ پر بندوں کے دین کو مکمل اور اپنی نعمت کو تمام کیا۔

عالم ظاہر میں تکمیلِ دین ہو جانے کے بعد آگے کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی مگر ارشاد ہوتا ہے کہ صرف "تمہارا دین" ہی مکمل نہیں کیا اپنی نعمت بھی تمام کی یہاں قرآن حکیم کی بلاغت کے حوالے سے دو لفظ قابل غور ہیں ایک "دین تمہارا" اور "نعمت ہماری" دین کیا ہے اس پر تو علماء اور ائمہ فقہ و حدیث نے خوب روشنی ڈالی جس کے نتیجہ میں کلام خود ایک علم بنا اور شریعت مطہرہ اجتہادی نسبت کے ساتھ مستحکم ہو گئی۔ مگر اللہ کی نعمت کی تشریح کتب میں کہیں نظر نہیں آئی البتہ فقراء نے اسے بعض قلوب پر ضرور واضح کر دیا مگر بقول علامہ اقبال "خوگر پیکرِ محسوس تھی انسان کی نظر" اس لئے اہل ظاہر نے اس نعمت کے متعلقات یعنی باطن روح اور کشف بلکہ پورے نظام طریقت کو متنازعہ بنا دیا مگر اہلِ حقیقت جو واقفِ حقیقت تھے انہوں نے علمائے ظاہر کے منطقی، استدلائی اور ظاہر بینی طریقہ پر سکوت اختیار کیا اور اہل باطن کا یہی مشرب آج تک جاری ہے کہ نگاہِ ظاہر بین کے سامنے سکوت اختیار کیا جائے۔ مگر سکوت اختیار کرنے سے حقیقت پر مجاز تو حاوی نہیں ہو سکتا تاہم یہ ضرور ہے کہ باطنیت تبلیغ سے بالاتر ہونے کے سبب مظلومی کی کیفیت میں آگئی اور منصورؒ و سرمدؒ رحمت اللہ علیہ کہلانے کے باوجود شہید کئے گئے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ چونکہ کل کے ہادی ہیں ظاہر و باطن کے رہنما ہیں نفس و روح دونوں کے مولا ہیں جہاں علم و حکمت سکھاتے ہیں وہیں "ذکا" بھی بخشتے ہیں یعنی پاکیزگی عطا کرتے ہیں۔ ہادیِ کل ہیں اس لئے انہوں نے دونوں سمتوں میں رہنمائی کی اور قرآن حکیم نے بھی صریح و بلیغ دونوں قسم کی ہدایات دیں۔ اگر ایک طرف غور و فکر کی دعوت دی تو دوسری طرف "ایمان بالغیب" کو بھی لازم قرار دیا۔ کلمہ توحید کے اقرار باللسان کو اگر مسلم ہونے کے لئے کافی بتایا تو "بالقلب" کی بھی شرط رکھی اور ایمان سینوں میں نہ اترنے کی بھی نشاندہی کی۔ اگر دنیا کی کامیاب زندگی کے لئے درس عمل دیا تو پوری حیات دنیا کو "متاع غرور" بھی کہا اور پھر سرکار ﷺ نے تو عمل بے نیت کو منافقت قرار دیا۔

اس تضاد ظاہر کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں طبقات نے اپنی اپنی روش کے مطابق سرکار ﷺ کی شبیہ بھی الگ الگ بنالی چنانچہ حاضری اور حضوری کا فرق سامنے آیا ایک طرف "ایُّھا النبیؐ" کی آواز آئی دوسر طرف۔ "یارسول اللہؐ" کا نعرہ بلند ہوا۔ ایک طرف تصور یہ کہ اللہ نے اپنے بندوں کے لئے ہدایت کا پیغام بھیجا اس کے لئے ایک قاصد منتخب کیا قاصد آیا پیغام پہنچایا اس پر عمل کر کے بھی دکھایا اور فوت ہو گیا۔ دوسری طرف یہ کہ آپ ﷺ نور خدا ہیں باعث تخلیق کائنات ہیں سارا انظام آپ ﷺ کی توجہ سے چل رہا ہے۔ آپ کے در سے غریبوں کی غمگساری حاجت مندوں کی دستگیری و مشکل کشائی ہوتی ہے آپ آج بھی ہادی و رہنما ہیں۔ نزدیک دور کی ہر آواز سنتے ہیں۔ اُس طرف فکر پر زور اِس طرف ذکر پر،

اِدھر قرب پیش نظر اُدھر محض اتباع کافی اِدھر ذات اُدھر صفات، اِدھر تمول اُدھر فقر، اِدھر نسبت باطنی اُدھر نسبت ظاہری، یہاں نیت وہاں عمل ۔ غرض یہ کہ سرکار ﷺ نے تو اپنے عہد میں اس دوئی کو وحدت بنادیا مگر وقت کے ساتھ ساتھ امتیاز نمایاں ہوتا گیا اور بالآخر برصغیر میں یہ صورت حال بریلوی، دیوبندی اور وہابی مکتبہ فکر کی شکل میں سامنے آئی اور بدقسمتی یہ کہ اندازِ رسائی کا فرق وجہ تعصب بن گیا فرقہ واریت مستحکم ہوئی۔ بہت سے روحانی اعمال کو نفسانی نظر رکھنے والوں نے بدعت کہا۔ سرکار کی ذات سے وابستگی رکھنے والوں نے اگر جشن عید میلاد منایا تو دوسری طرف صفات سے تعلق رکھنے والوں نے جلسہ سیرت پر زور دیا۔ ادھر سلام کے دوران کھڑا ہونا لازم سمجھا گیا ادھر اسے بدعت کہا گیا انتہا یہ کہ مسجدیں تک الگ الگ ہونے لگیں نیاز نذر کرنے والوں کے ساتھ ظاہر بینوں کا رویہ کم و بیش ویسا ہی ہو گیا جو "برہمن ازم" کے تحت برصغیر میں پروان چڑھا۔

اس نظریاتی دوئی کے نتیجہ میں نعتیہ ادب بھی متاثر ہوا اور اس میں بھی دو ۲ رویے نظر آنے لگے۔ ایک رویہ فکر و عمل والا اور دوسرا وجدان و قرب والا۔ کہیں مضمون آفرینی اور غور و خوض کہیں جذبات و وجدان۔ ایک طرف دیدار ہجر قرب فضل و کرم و عطا کے تذکرے تو دوسری طرف صرف سنت کی پیروی۔ مگر حاوی رجحان بریلویت کا رہا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
فرق محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

میری پرورش جس ماحول میں ہوئی وہ مدینۃ الاولیاء بدایوں شریف کا ماحول ہے اور جو سلسلہ ہدایت عطا فرمایا گیا وہ قادری سروری پنجتنی ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مجھ پر قال سے زیادہ حال کا غلبہ رہا جو مجھ میں بھی ہے اور میری نعتیہ شاعری میں بھی۔ اہل حال کی نعت گوئی میں ایک مشکل پیش آتی ہے اور وہ ہے حال کو قال میں منتقل کرنا۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اگر حال کا بھرپور اظہار شعر میں نہ ہو سکے تو روایتی شاعری تخلیق ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ حال سے خالی لوگ اگر حال کی شاعری پڑھیں تو انہیں کیف میسر نہ ہونے کے سبب شعر کا لطف ہی نہیں آتا۔ میری نعتیہ شاعری اسی مجبوری کا شکار ہے۔ جہاں جذبے شعروں میں ڈھلے ہیں بہت اچھے شعر ہوئے ہیں جہاں انکا بھرپور اظہار نہیں ہوا شاعری پر روایت کی چھاپ نظر آتی ہے اور اسی احساس کیساتھ بعض جگہ ایسے مضامین نظم ہوئے ہیں کہ:۔

قلب نعتِ رسول ﷺ لکھتا ہے
اہلِ دل لا کلام ہوتے ہیں

☆

حقیقی نعت ہے میری خموشی
مجھے دعوائے گویائی کہاں ہے

☆

دور ہو کر قریب رہتا ہوں
خامشی میں کلام کرتا ہوں

مفہوم چشم تر کا سمجھتے ہیں خود حضور
پیدا سوال ہی نہیں ہوتا سوال کا

بہر حال میری نعتیہ شاعری کو کوئی بھی ناقد مظہر "آگہی و خرد" قرار نہیں دے گا۔ اور اہل وجدان کو بھی بعض جگہ شعر روایتی نظر آئیں گے مگر مجھے ان دونوں باتوں سے سروکار نہیں بقول جگر "بات جس کی ہے اسی آفت جاں تک پہنچے۔" قبول عام حاصل ہو یا نہ ہو "قبول خاص" مل جائے۔ آپ اسے شاعری کا بھی نام نہ دیں مجذوب کی بڑ قرار دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں اس لئے کہ میری نعتیہ شاعری "خیال کی وادیوں میں بھٹکنے والوں" کی شاعری نہیں ہے۔ اپنے اشعار سے متعلق میری خوش فہمی یہ ہے کہ ؎

نہ اوروں سے انہیں نسبت نہ یہ اغیار سنتے ہیں
یہ دیوانوں کی باتیں ہیں انہیں سرکار ﷺ سنتے ہیں

حمد پاک

کہیں بندے سے بھلا حمد وثنا ہوتی ہے
یہ بھی توفیق درِ شہ سے عطا ہوتی ہے

☆

حمد لکھتا ہوں تو میں ربِ محمد ﷺ کے لئے
نعت میری پئے محبوبِ خدا ہوتی ہے

☆

ہیں مری حمد میں بھی نعت کے پہلو پنہاں
ان کی تعریف بھی توصیف خدا ہوتی ہے

☆

راز کی بات سر بزم نہیں کہہ سکتا
حق بیانی بھی کبھی وجہ سزا ہوتی ہے

☆

کاش وہ جرأتِ اظہار بھی ہوتی مجھ میں
جو سر دار و رَسن جلوہ نما ہوتی ہے

☆

پھر تو میں کھل کے یہ کہہ دیتا باآوازِ بلند
آینہ سے کہیں حیرت بھی جدا ہوتی ہے

☆

حمد ہوتی ہی نہیں نعت سے ہٹ کر فائقؔ
نعت کہتے ہو جسے حمد خدا ہوتی ہے

-----☆-----

سلام

سلام اے رحمتوں کے تاج والے
سلام اے عرش کی معراج والے

☆

سلام اے تاجدارِ بزم عرفاں
سلام اے جلوۂ تفسیر قرآں

☆

سلام اے سیّدی عالم پناہی
سلام اے حامل سرّ الٰہی

☆

سلام اے ماہِ تابانِ نبوت
سلام اے شانِ شایانِ نبوت

☆

سلام اے رحمت اللعالمینی
سلامُ یا شفیع المذنبینی

☆

سلام اے محرم رازِ حقیقت
سلام اے حاملِ تاجِ شفاعت

☆

سلام اے سیّدی یا نورَ العینی
سلام اے سیّدی جدّ الحسینی

☆

سلام اے جدِّ غوثِ پاکؓ آقا
سلام اے صاحبِ لولاک آقا

☆

سلام اے روشنیٔ طورِ سینا
سلام اے جلوہ فرمائے مدینہ

☆

سلام اے شب کو گریہ کرنے والے
سلام اے سب کا دامن بھرنے والے

☆

کرم فرمایئے دونوں جہاں میں
رہیں ہم آپ کے حفظ و اماں میں

-----☆-----

قطعہ

جگر
~~دلوں~~ میں سوزِ محبت کے داغ روشن ہیں
دل و نگاہ و شعور و دماغ روشن ہیں
چراغ جو بھی جلائے ہیں کملی والے نے
انہی چراغوں سے سارے چراغ روشن ہیں

-----☆-----

نعت پاک

یہ سچ ہے خطاؤں کے تو انبار بڑے ہیں
لیکن مجھے کیا غم مِرے سرکارؐ بڑے ہیں

☆

اے سیلِ الم مجھ سے ذرا بچ کے گزرنا
میں کچھ بھی نہیں میرے مددگار بڑے ہیں

☆

ہو آتشِ غم آتشِ نمرود سے بڑھ کر
اُس چشم کرم میں بھی تو گلزار بڑے ہیں

☆

نسبت تو رہے گی چلو بولی تو لگائیں
یہ مانا کہ یوسفؑ کے خریدار بڑے ہیں

☆

موسیٰؑ کے لئے آپ سرِ طور بھی پہنچے
یہ بزم ہے اور طالبِ دیدار بڑے ہیں

☆

اس سمت بھی اک چشمِ کرمِ جانِ مسیحاؑ
آزار بہت سخت ہیں بیمار بڑے ہیں

☆

یہ سچ ہے نہیں ہم شرفِ دید کے لائق
ارمان مگر یا شہِ ابرار بڑے ہیں

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شبیہ اسوۂ محبوبِ داور
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

☆

تمنائے گلاب و مشک و عنبر
خیالِ بوئے گیسوئے پیمبر

☆

اتر جاتا ہے قلب و جاں کے اندر
سرورِ بادۂ ساقیٔ کوثر

☆

کرم انؐ کا اگر ہو جائے ہم پر
تو مرنا اور جینا سب برابر

☆

ہمیں جنت سے کچھ کم تو نہیں ہے
مدینہ کی فضاء بطحا کا منظر

☆

نبیؐ آئینۂ انوارِ ربی
خدا مدّاحِ اوصافِ پیمبر

☆

روئے سرکارؐ کی شمع فروزاں
اسی سے قلب و جاں دونوں منوّر

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہماری داستانِ دل کا عنواں
روئے سرکارؐ کی شمعِ فروزاں

☆

غلامی غوثِ اعظمؒ کی عطا کی
عطائے ہادیٔ برحق کے قرباں

☆

زمانے کو سکھایا درسِ وحدت
دیا الحاد کو پیغامِ ایماں

☆

دوئی سے حرفِ وحدت کو بچایا
شعور و آگہی پہ ان کا احساں

☆

مٹایا جہل کی تاریکیوں کو
جلائی شمعِ نورِ علم و عرفاں

☆

پلایا جامِ صہبائے محبت
اخوت سے سجائی بزمِ انساں

☆

نگاہ و قلب و روح و جاں منوّر
خیالِ روئے روشن سے چراغاں

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واجبُ الاحترام ہوتے ہیں
جو نبیؐ کے غلام ہوتے ہیں

☆

پاس والے یہ راز کیا جانیں
دور سے بھی سلام ہوتے ہیں

☆

قلب نعتِ رسولؐ لکھتا ہے
اہلِ دل بے کلام ہوتے ہیں

☆

ان میں بھی لطف خاص ہوتا ہے
وہ نظارے جو عام ہوتے ہیں

☆

وہ حضوری کے چند ہی لمحے
ہجر کا انتقام ہوتے ہیں

☆

وہ جو آلِ نبی ﷺ کے ہوجائیں
وہ بھی ان کے غلام ہوتے ہیں

☆

چشمِ نظارہ وا نہیں ہوتی
ان کے جلوے تو عام ہوتے ہیں

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کوئی تمثیل ممکن ہی نہیں ہے شاہِ خوباں کی
کوئی تشبیہ ملتی ہی نہیں ہے روئے تاباں کی

☆

پسِ پردہ خدا ہے آئینہ اس کا محمد ﷺ ہیں
شبِ مہتاب بھی ہے روشنی مہر درخشاں کی

☆

وہی ہے نقطۂ آغازِ شانِ حضرتِ والا
رسائی ختم ہوتی ہے جہاں پر فکر انساں کی

☆

ترے دیدار کے ارمان کا اک خواب دیکھا ہے
خدارا لاج رکھ لینا مرے خواب پریشاں کی

☆

مرے آقا تری قربت ہی میرا دین و ایماں ہے
ترے آگے کوئی قیمت نہیں ہے دین و ایمان کی

☆

شبِ تنہائی میں بے ساختہ آنسو نکلتے ہیں
مجھے توفیق دی ہے خلوتِ شب میں چراغاں کی

☆

مرے اشعار کو کیفیتِ نعتِ نبی ﷺ بخشی
عنایت ہے مرے احوال پر محبوب یزداںؐ کی

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صبح کرتا ہوں شام کرتا ہوں
ذکر خیرُ الانام ﷺ کرتا ہوں
☆
وہ جواب آئے یا نہیں آئے
روز اُن کو سلام کرتا ہوں
☆
میں کتابِ حیات کا اپنی
انتساب اُنؐ کے نام کرتا ہوں
☆
بھیجتے ہیں سلام جو اُنؐ پر
میں انہیں بھی سلام کرتا ہوں
☆
دور ہو کر قریب رہتا ہوں
خامشی میں کلام کرتا ہوں
☆
جو کریں احترامِ آل نبی ﷺ
اُن کا میں احترام کرتا ہوں
☆
آخرت بس انہی کے نام سے ہے
رازِ باطن یہ عام کرتا ہوں
-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نیرنگیِ بہار ترے دم قدم سے ہے
گلشن کا کاروبار ترے دم قدم سے ہے

☆

تنظیمِ کائنات ہے تیرے ہی نور سے
کونین کا حصار ترے دم قدم سے ہے

☆

یہ مہر و ماہ و انجم و پروین و کہکشاں
ان سب کا اعتبار ترے دم قدم سے ہے

☆

شبنم کی آبرو بھی ہے تیرے ہی نام سے
پھولوں کا بھی نکھار ترے دم قدم سے ہے

☆

ٹھہرا ہے تیرے نام پہ کونین کا نظام
عالم یہ استوار ترے دم قدم سے ہے

☆

خود اپنی ذات میں تو کسی کو نہیں ثبات
ہر جلوہ پائیدار ترے دم قدم سے ہے

☆

میری نگاہ و قلب و جگر ، روح و جسم و جاں
جس جس کو ہے قرار ترے دم قدم سے ہے

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رندوں کا اگر شیوۂ رندانہ سلامت
فائق مرے سرکارؐ کا میخانہ سلامت

☆

نوکِ سرِ ہر خار سے ابھریں گی بہاریں
ویرانہ سلامت، ترا دیوانہ سلامت

☆

میخوار کو پھر جام کی حاجت نہیں رہتی
تاثیر تری نرگسِ مستانہ سلامت

☆

عصیاں کی ندامت پہ ندامت ہی رہے گی
سرکارؐ کا اندازِ کریمانہ سلامت

☆

جز اس کے کہ سرکارؐ کی تائیدِ نظر ہو
دنیا سے کبھی کوئی بھی اٹھا نہ سلامت

☆

اب سارا زمانہ اسے دوہراتا رہے گا
عنوان سلامت ترا افسانہ سلامت

☆

اندازہ مرے غم کا نہ کر پائے گی دنیا
میرے لئے فائق مرا پیمانہ سلامت

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہی سنتے رہنا وہی خود سنانا
نبی ﷺ کی حکایت نبی ﷺ کا فسانہ

☆

وہ آلِ محمد ﷺ یہ اہلِ زمانہ
اُنہیں یاد رکھنا اِنہیں بھول جانا

☆

ہمارے لئے سازِ جاں اللہ اللہ
محمد ﷺ محمد ﷺ ہمارا ترانہ

☆

محبت کا لفظ اہل دل کے لئے ہے
مکمل کہانی مکمل فسانہ

☆

محبت سلامت تو دونوں برابر
مِرا گِریہ کرنا مِرا مسکرانا

☆

عطا ہو جو تم کو محبت نبی ﷺ کی
نظر سے بچانا دلوں میں بسانا

☆

جو نعمت ملے اس کو پردہ میں رکھنا
زباں پر کبھی اس کو ہر گز نہ لانا

☆

بجز ایک چشمِ کرم اور کیا ہے
ہماری حقیقت ہمارا فسانہ

☆

مجھے تو عبادت سے کچھ کم نہیں ہے
مِرا نعت کہنا مِرا گنگنانا

☆

قطعہ

نعت کہتا میں گذر جاؤں بس ایمان کے ساتھ
حشر کے دن بھی اٹھوں حضرتِ حسّانؓ کے ساتھ
فردِ عصیاں مِری نعتوں میں چھپی رہ جائے
پرچہ اعمال کا رکھا رہے دیوان کے ساتھ

x

وہی وہ ہیں کہ سب انہی سے ہیں قصہ
کہانی - کہانی - فسانہ - فسانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندے ہیں مگر دیکھیے یہ شانِ محمد ﷺ
اللہ کا فرمان ہے فرمانِ محمد ﷺ

☆

معراج محمد ﷺ کی تھی عرفان خدا کا
انسان کی معراج ہے عرفانِ محمد ﷺ

☆

فرمان ہر اک صاحبِ فرمان کے ٹوٹے
جب دہر میں جاری ہوا فرمانِ محمد ﷺ

☆

بھٹکے ہوئے انسانوں پہ رحمت ہے خدا کی
صحرائے حقیقت میں خیابانِ محمد ﷺ

☆

وہ جلوۂ بے مثل کا آئینہ ہوئے ہیں
تشبیہ نہیں کوئی بھی شایانِ محمد ﷺ

☆

ہے کون کہ جو حقِ مدح کرسکے پورا
ممدوحِ دو عالم ہے ثنا خوانِ محمد ﷺ

☆

بے حد و حساب اپنے غلاموں پہ کرم ہے
مجھ جیسا خطاکار مدح خوانِ محمد ﷺ

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو محرومِ جلوہ ہو ' جائے مدینہ
میں بیٹھا ہوں دل میں سجائے مدینہ

☆

مِری زندگی بھی ہے میرا سفر بھی
برائے محمدؐ برائے مدینہ

☆

مرے دل کی زینت ولائے محمدؐ
مِرے لب کی زینت دعائے مدینہ

☆

دھڑکتی ہے دل میں مدینہ کی حسرت
بسی ہے نظر میں فضائے مدینہ

☆

مکیں پہ بھی قرباں مکاں پہ بھی قرباں
فدائے محمدؐ فدائے مدینہ

☆

اسی دھن میں چلتا رہوں زندگی بھر
اب آئے مدینہ اب آئے مدینہ

☆

طلب یہ ہی اول طلب یہ ہی آخر
خدائے محمدؐ خدائے مدینہ

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کوئی بھی رنگ ہو میرا کوئی انداز رہے
نعت لکھنے کا ہمیشہ مجھے اعزاز رہے

☆

نغمہ کوئی بھی ہو وہ سوز ہو یا ساز رہے
ان کے در تک جو پہنچ جائے وہ آواز رہے

☆

حمد اور نعت میں تفریق کو ملحوظ رکھوں
پاسِ آداب تجھے جرأتِ پرواز رہے

☆

جن سروں کو درِ سرکارؐ پہ جھکتے دیکھا
دو جہاں میں وہی سر تھے جو سرافراز رہے

☆

آپؐ کی ذات ہی کونین پہ ٹھہری ہے محیط
آئے آخر میں مگر نقطۂ آغاز رہے

☆

بزمِ کونین سجی عبد کو معراج ہوئی
رازِ سربستہ جو تھے آج تلک راز رہے

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ندامت کی بھی اب مہلت نہیں ہے
خیالِ شاہؐ سے فرصت نہیں ہے

☆

قدم رکھنا یہاں رضواں سنبھل کر
مدینہ ہے کوئی جنت نہیں ہے

☆

محبت خود ہے انعامِ محبت
محبت کی کوئی قیمت نہیں ہے

☆

فرشتوں مجھ سے کوئی نعت سن لو
سوالوں کی مجھے عادت نہیں ہے

☆

بجُز اس کے کہ وہ صورت دکھا دیں
سکوں کی اب کوئی صورت نہیں ہے

☆

جھکا ہے سر درِ شاہِ ہدیٰ پر
سوا اس سے کوئی رفعت نہیں ہے

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفاظ ساتھ دے نہ سکیں جب خیال کا
پھر کیسے ہو بیان نبی ﷺ کے جمال کا

☆

اس پر ہی خاتمہ ہے وفا کے کمال کا
دیوانہ ہوگیا جو محمد ﷺ کی آل کا

☆

نسبت پہ میری چھاپ ہو حضرت اویسؓ کی
پر تو رہے غلامی پہ حضرت بلالؓ کا

☆

وصلِ خدا تو فرش زمیں پہ بھی تھا نصیب
معراج آئینہ ہے اسی کے کمال کا

☆

یہ بات الگ کہ ہم ہی زباں سے نہ کہہ سکیں
آقا تو راز داں ہے غلاموں کے حال کا

☆

مفہوم چشم تر کا سمجھتے ہیں خود حضورؐ
پیدا سوال ہی نہیں ہوتا سوال کا

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو صدق دل سے نبی ﷺ کے غلام ہوجائیں
خدا کی نعمتیں ان پر تمام ہوجائیں

☆

وہی تو لمحے متاعِ حیات ہوتے ہیں
وہی جو وقفِ درود و سلام ہوجائیں

☆

شبیہِ پاک نگاہوں میں ایسی بس جائے
وصال و ہجر کے قصّے تمام ہوجائیں

☆

طوافِ روضۂ اقدس کریں مری نظریں
فدائے روضۂ خیر الانام ہوجائیں

☆

خیالِ عارض و گیسوئے پاک سے روشن
خدا کرے کہ مرے صبح و شام ہوجائیں

☆

غلام ان کے وہاں بھی کلام کرتے ہیں
ملائکہ بھی جہاں لاکلام ہوجائیں

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تموّج بحرِ رحمت میں اگر سرکارؐ ہو جائے
غریقِ موجِ عصیاں کا بھی بیڑا پار ہو جائے

☆

سزاوارِ لبِ کوثر وہی میخوار ہو جائے
مئے حُبِ نبی ﷺ پی پی کے جو سرشار ہو جائے

☆

اگر جلووں کی تابش سے نظر بے کار ہو جائے
نظر کی حد سے کچھ آگے ترا دیدار ہو جائے

☆

لپٹ جاؤں قدومِ رہروانِ راہِ طیبہ سے
مری مٹی اگر خاکِ رہِ سرکار ﷺ ہو جائے

☆

توجہ یوں مری جانب مرے سرکارؐ فرمائیں
طلب خود وصل بن جائے نظر رخسار ہو جائے

☆

میں یہ سمجھوں کہ پورا ہو گیا "دیدار کا وعدہ"
اگر دنیا میں ہی دیدِ شہِ ابرار ہو جائے

☆

اسی لمحہ کو تو اہلِ نظر معراج کہتے ہیں
نگاہِ یار جب محوِ جمالِ یار ہو جائے

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کوئی خطرہ نہیں اس کو جہاں میں
جو آجائے محمد ﷺ کی اماں میں

☆

انہی کے سائے میں دونوں جہاں ہیں
کہاں سایہ نظر آئے جہاں میں

☆

بیاں ہو بھی تو کیسے شان ان کی
جو آتی ہی نہیں لفظ و بیاں میں

☆

اشارے بس وہی ان کی مدح ہیں
وہ جو ملتے ہیں قراں کی زباں میں

☆

ہوا عشق نبی ﷺ کا جس کو سودا
وہ پڑتا ہی نہیں سودوزیاں میں

☆

حقیقت میں وہی ہیں روحِ عالم
جو بندے ہیں شریعت کی زباں میں

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خیال ان کا محیطِ قلب وجاں ہے
یہی ان کی غلامی کا نشاں ہے

☆

کبھی یاد ان کی آہوں کا دھواں ہے
کبھی وہ میرے اشکوں میں رواں ہے

☆

انہی کا نام بس وردِ زباں ہے
یہی عنوان میری داستاں ہے

☆

تمنا دید کی رہتی ہے دل میں
کہ ویرانے میں جیسے گلستاں ہے

☆

انہی کی ذاتِ اقدس دو جہاں میں
نشانِ ذاتِ پاکِ بے نشاں ہے

☆

عطا حُب نبیؐ مجھ کو ہوئی ہے
جو میری روح میں پیہم رواں ہے

☆

حقیقی نعت ہے میری خموشی
مجھے دعوائے گویائی کہاں ہے

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیدارِ روئے شاہؐ کا امکاں نظر میں ہے
صحرا میں پھر رہا ہوں گلستاں نظر میں ہے

☆

سچ ہے کہ اس نگاہ سے پنہاں نہیں کوئی
یعنی کہ یہ غلامِ غلاماں نظر میں ہے

☆

تاریکیٔ حیاتِ گریزاں کا ڈر نہیں
روئے نبیؐ کی شمعِ فروزاں نظر میں ہے

☆

حُبِ نبیؐ نے مجھ کو ادب آشنا کیا
دامن نظر میں ہے نہ گریباں نظر میں ہے

☆

تکمیل جس کی ہوتی ہے طیبہ کی خاک میں
اس داستان شوق کا عنواں نظر میں ہے

☆

ان کے خیال میں ہی گزرتے ہیں صبح و شام
روئے جمیل و گیسوئے پیچاں نظر میں ہے

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عاشق بھی خدا کے وہی محبوبِ خدا بھی
قبلہ بھی وہی اور وہی قبلہ نما بھی

☆

کیا چیز ہے کیا چیز ہے آقا کی عطا بھی
اک پل میں خدائی بھی ملے اور خدا بھی

☆

دامانِ نبیؐ کی جو میسر ہو ہوا بھی
پھر خوف کسی شئے کا نہیں مجھ کو ذرا بھی

☆

اس کام سے بڑھ کر تو کوئی کام نہیں ہے
وہ کام جو بندے بھی کریں اور خدا بھی

☆

دائم رہے قائم رہے محکم رہے پیہم
نسبت بھی غلامی بھی محبت بھی، عطا بھی

☆

ہوتا رہے آقا کا کرم ہم پہ برابر
ملتی رہے سرکارؐ سے توفیق وفا بھی

☆

سائے میں ہی دامانِ کرم کے رہے فائقؔ
دنیا میں بھی مرقد میں بھی اور روزِ جزا بھی

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہر سو رقصِ بسمل کا سماں تھا
گذشتہ شب نہ جانے میں کہاں تھا

☆

وہاں نورِ نبی ﷺ جلوہ فشاں تھا
جہاں تک میری آہوں کا دھواں تھا

☆

تصوّر تھا تخیل تھا گماں تھا
وہاں جو بھی تھا مجھ پر مہرباں تھا

☆

مدینہ میں جو وہ جلوہ فشاں تھا
جمالِ بے نشانی کا نشاں تھا

☆

فقیری کو بنایا فخر جس نے
امیرِ خسروانِ خسرواں تھا

☆

حقیقت میں وہ ان کی گردپا تھی
زمانے کو گمانِ کہکشاں تھا

☆

زہِ اصحاب سرکارِ دو عالمؐ
جمالِ ہم نشیں ان سے عیاں تھا

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پردہ روئے روشن سے اٹھا دو مرے آقا
دیوانے کو دیدار کرا دو مرے آقا

☆

محشر میں یقیں ہے کہ شفاعت تو کرو گے
دنیا میں ہی وہ مژدہ سنا دو مرے آقا

☆

پردہ بھی رہے اور مجھے دید بھی ہو جائے
اس شکل سے اب شکل دکھا دو مرے آقا

☆

میخانۂ بغداد کا میخوار ہوں مجھ کو
طیبہ کا بھی اک جام پلا دو مرے آقا

☆

دنیا میں جو گھبراؤں تو قدموں میں چلا آؤں
ایسی کوئی ترکیب سکھا دو مرے آقا

☆

منگتا ہوں مگر اس کا سلیقہ نہیں آتا
جو مانگوں مجھے اس سے سوا دو مرے آقا

☆

جو بار گہ ربِ دو عالم میں سناؤں
ایسی بھی کوئی نعت لکھا دو مرے آقا

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نہ کوئی آرزو رکھنا نہ کوئی جستجو کرنا
انہی کی یاد میں رہنا انہی کی گفتگو کرنا

☆

خیالِ روئے انور سے منور ہیں مری راتیں
محبت کی تو فطرت ہے شبِ غم میں نمو کرنا

☆

ہمیں تو زندگی میں بس یہی دو کام آتے ہیں
غلامی کی دعا کرنا کرم کی آرزو کرنا

☆

مری دیوانگیِ شوق کو دونوں برابر ہیں
گریباں چاک کر لینا کہ دامن کو رفو کرنا

☆

یہی ہے ان کے دیوانوں کا انداز نگہ داری
دلوں میں یکسوئی رکھنا نگاہیں چار سو کرنا

☆

محبانِ رسولِ پاکؐ کا شیوہ نہیں فائقؔ
نگاہوں کو گرفتارِ فریبِ رنگ و بو کرنا

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تصور میں شبِ غم کو سجا لیتے ہیں
شمع انوارِ محمد ﷺ سے ضیا لیتے ہیں

☆

ان کے دیوانے بہاروں کے بھی محتاج نہیں
شب کے ویرانے میں بھی جشن منا لیتے

☆

رہتی ہیں ان کے تصور سے منوّر راتیں
یہ دیئے ہم تو سرِ شام جلا لیتے ہیں

☆

قافلے آکے بہاروں کے شبِ غم مجھ سے
بوئے گیسوئے معنبر کا پتہ لیتے ہیں

☆

اپنے وہ جذبے جو اشکوں میں نہیں ڈھل پاتے
نعت کی شکل وہ لفظوں میں سجا لیتے ہیں

☆

اپنی امت کے گناہوں کی سیاہی فائقؔ
کملی والے ہیں وہ کملی میں چھپا لیتے ہیں

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیوں غش ہوئے کیا حضرتِ موسیٰؑ نظر آیا
کیا طور پہ فاران کا جلوہ نظر آیا

☆

کعبہ نظر آیا کہ مدینہ نظر آیا
دو آئینوں میں ایک ہی چہرہ نظر آیا

☆

وہ عرش نشیں نورِ ازل صاحبِ قوسین
بندوں میں اتر آیا تو بندہ نظر آیا

☆

کچھ بھی نہ نظر آیا ہمیں راہِ خدا میں
بس آپ کا اک نقشِ کفِ پا نظر آیا

☆

حاجت رہی کوئی ، نہ رہی کوئی تمنا
طیبہ میں بھی جنت کا نظارہ نظر آیا

☆

دیدار تو دیدار ہے جس حال میں ہوجائے
چہرہ نظر آیا کہ سراپا نظر آیا

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شعائیں نور کی ان سے چلی ہیں
وہ شمعیں جو مدینہ میں جلی ہیں

☆

محمد ﷺ مصطفٰے کے جو ولی ہیں
علیؓ ابن علیؓ ابن علیؓ ہیں

☆

تمنائیں جو ہیں قربِ خدا کی
تری آغوش رحمت میں پلی ہیں

☆

محمد ﷺ کے کرم کی داستانیں
ہر افسانے کا عنوان جلی ہیں

☆

جو شمعیں عمر بھر جلتی رہی ہیں
نبی ﷺ کے سوزِ ہجراں سے جلی ہیں

☆

ادب آموز وحشت کی نظریں
مری دیوانگی سے ہی چلی ہیں

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب غلام ان کو محبت سے صدا دیتے ہیں
پھر نقابِ رخِ زیبا وہ اٹھا دیتے ہیں
☆
خود حقیقت ہیں حقیقت کا پتہ دیتے ہیں
نقش باطل کے دلوں سے وہ مٹا دیتے ہیں
☆
ہم پہ آئی ہوئی ٹلتی ہے کرم سے ان کے
جب بگڑتی ہے تو سرکارؐ بنا دیتے ہیں
☆
صرف اتنا نہیں جو مانگو وہی مل جائے
جو طلب ہوتی ہے وہ اس سے سوا دیتے ہیں
☆
مانگنے والا درِ شاہ سے آ کر مانگے
پانے والے تو سرِعام صدا دیتے ہیں
☆
نام وحشت کا نہیں عشقِ نبیؐ میں ہر گز
ان کے دیوانے بہاروں کو صدا دیتے ہیں
☆
نورِ حق کہتے ہیں ہم نورِ نبی ﷺ کو فائق
لوگ اس بات کا افسانہ بنا دیتے ہیں
-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجہِ سکون ہوئے موجبِ قرار ہوئے
وہ چند لمحے جو صرفِ خیالِ یار ہوئے

☆

بُرے گناہوں پہ رحمت کو جوش آہی گیا
بُرے گناہ مجھے وجہِ اعتبار ہوئے

☆

پیامِ مرگ بھی ان کو پیامِ وصل ہوا
وہی جو لوگ قتیلِ نگاہِ یار ہوئے

☆

بُرا یہ حسنِ نظر جیسے اُن کو دیکھ لیا
نگاہِ شوق کو دھوکے یہ بار بار ہوئے

☆

بہارِ طیبہ نے جو بھی دیا وہ خوب دیا
وہاں کے پھول ہوئے یا وہاں کے خار ہوئے

☆

خیال و فکر کی گہرائی میں نہیں اترا
جو میرے جذبے تھے شعروں سے آشکار ہوئے

☆

مجھے تو ان کی غلامی پہ فخر ہے فائقؔ
وہ لوگ ان کے غلاموں میں جو شمار ہوئے

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈھونڈنے والے کو خود اپنا پتہ مل جائے
آپ اگر چاہیں تو بندے کو خدا مل جائے

☆

سر جھکانے کو درِ شاہِ ہدیٰ مل جائے
سانس لینے کو مدینہ کی فضاء مل جائے

☆

دردِ دل کی نہیں کہتا کہ دوا مل جائے
درد جو مجھ کو ملا ہے وہ سوا مل جائے

☆

زندگی تو نہیں یہ سانس کا آنا جانا
ہاں اگر آپ کے دامن کی ہوا مل جائے

☆

کچھ ملے یا نہ ملے پر یہ دعا ہے میری
میرے آقا مجھے مولا کی رضا مل جائے

☆

غمِ دوراں کا تو لمحوں میں ازالہ کردوں
کبھی فرصت غمِ دل سے جو ذرا مل جائے

☆

نعت میری کوئی مقبول اگر ہو فائقؔ
فردِ اعمال میں بھی ہو کے وہ شامل جائے

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش باطل کے سب مٹا دینا
دل کے آئینہ کو جلا دینا

☆

ماسوا سے نظر ہٹا دینا
اور طلب سے مجھے سوا دینا

☆

عبدیت تا کمال کو پہنچے
یا نبی ﷺ اپنا نقش پا دینا

☆

قرب کی آرزو عطا کرنا
ہجر کا مجھ کو حوصلہ دینا

☆

غوثِ اعظمؒ کا سلسلہ جو دیا
تا ابد اب اسے بقا دینا

☆

اس پہ توفیق رہروی کے ساتھ
سیدھا رستہ مجھے دکھا دینا

☆

کام ہی اپنا اور کیا فائقؔ
نعت لکھ لینا اور سنا دینا

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد ﷺ مصطفٰے کہیئے حبیبِ کبریا کہیئے
یہی وہ ہیں کہ جن سے اپنے دل کا مدعا کہیئے
☆
جہاں بھی ان کی آمد ہو وہاں آنکھیں بچھا دیجئے
جہاں بھی ان کا نام آئے وہیں صلِ علٰی کہیئے
☆
مزمّل اور مدثر کہہ کے جب اس کا تخاطب ہو
پھر اس سے پہلے کہا کہیئے اور اس کے بعد کیا کہیئے
☆
جہانِ بندگی میں ہیں وہی اوّل وہی آخر
انہی کو ابتدا کہیئے انہی کو انتہا کہیئے
☆
انہیں جب دیکھئے بندوں میں تو بندے نظر آئیں
خدا سے ہوں ادھر واصل تو پھر نور خدا کہیئے
☆
انہی کے در سے فیضِ دین و دنیا سب کو ملتا ہے
انہیں بحرِ کرم فضل و عطا جود و سخا کہیئے
☆
حبیبِ خاصِ غوثِ پاکؒ کی تقلید میں فائق
انہیں صلِ علٰی ، نورِ خدا ، شمس الوریٰ کہیئے
-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ہے تاثیر ان کے نقش پا کی
جبیں جھکتی ہے ہر شاہ و گدا کی

☆

اگر کی بھی تو بس یہ ہی دعا کی
غلامی کی محبت کی وفا کی

☆

مجھے توفیق مدحت جو عطا کی
عنایت ہے یہ محبوب خدا کی

☆

کوئی خالی نہیں پھرتا یہاں سے
روایت ہے درِ خیرُ الوریٰ کی

☆

زمانہ کس طرف کو جارہا ہے
دُہائی ہے محمد ﷺ مصطفٰے کی

☆

تمہارے در پہ سب سجدہ کناں ہیں
کوئی نوری ہو ناری ہو کہ خاکی

☆

وہی تو عبدیت کی انتہا ہیں
جنہوں نے بندگی کی ابتدا کی

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کعبہ کو دیکھ کے سرکارؐ کا روضہ دیکھا
ساتھ اللہ کے بندے کا بھی جلوہ دیکھا

☆

جس نے سرکارِ دو عالمؐ کا سراپا دیکھا
حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا دیکھا

☆

ہم نے فاراں پہ مجسمؔ وہی جلوہ دیکھا
آپ نے طور پہ جو حضرتِ موسیٰؑ دیکھا

☆

واہ یہ مرتبۂ خاکِ مدینہ دیکھا
مٹی میں ملتا ہوا اوجِ ثریا دیکھا

☆

اس سے بڑھ کر تو کسی اور کا ادراک نہیں
چشم صدیقؓ نے سرکار ﷺ کو جیسا دیکھا

☆

وہ ہی گھر جس میں رہے نورِ خدا کے جلوے
سارے عالم میں اسی گھر کا اجالا دیکھا

☆

مجھ کو تو ہوش نہیں یاد ہو تجھ کو شاید
چشمِ حیرت درِ سرکارؐ پہ کیا کیا دیکھا

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہو جنہیں شوقِ دید ادھر دیکھیں
میرے مژگان و چشم تر دیکھیں

☆

رہگذر میں ہزار بیٹھے ہیں
ہم پہ پڑتی ہے کب نظر دیکھیں

☆

عبدیت کی ہو آرزو جن کو
میرے آقا کا سنگِ در دیکھیں

☆

کون سا جلوہ معتبر ٹھہرا؟
دل میں دیکھیں کہ بام پر دیکھیں

☆

چار جانب انہی کے جلوے ہیں
وہ ہی وہ ہیں جدھر جدھر دیکھیں

☆

رخ سے اٹھتی نہیں نقاب ان کے
دیکھنے والے عمر بھر دیکھیں

☆

میکساروں کی چشم میگوں پر
چشم ساقی کا ہے اثر دیکھیں

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سانٹ

اس کی تعریف تو اللہ پہ چھوڑو بندو
درس جو اس نے دیا ہے وہ ذرا یاد کرو
آج انسان پہ جو ظلم روا ہے یارو
نام لیوا ہو اگر اس کے تو فریاد کرو
اس کے "ایوان معانی" سے ضیائیں لے کر
اپنے بے نور گھروندوں میں اجالا کر لو
جس نے انسان کی عظمت کے دکھائے جوہر
ایسے انسان کے مسجود کو سجدہ کر لو

میں نے اس سرورِؐ کونین کے فرمانے پر
ایک نادیدہ حقیقت کو خدا مان لیا
اور کونین کی تخلیق کا مقصد کیا ہے
میں نے اس رمزِ حقیقت کو بھی پہچان لیا
نقشِ پائے شہِؐ کونین پہ چلنا سیکھو
روشنی سے جو محبت ہے تو جلنا سیکھو

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطعہ

شرف شہِ کونین کی صحبت عطا کی
خدا بندوں پہ کتنا مہرباں تھا
زہِ اصحابؓ سرکارِؐ دو عالم
جمالِ ہم نشیں ان سے عیاں تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطعہ

خدا کی یاد ہر دل میں ہے فائق
مگر اک انجمن سب سے الگ ہے
خدا کا نور ہے شکلِ بشر میں
شمارِ پنجتنؑ سب سے الگ ہے

ایک شعر

سارے جہاں کو اپنے عمل سے سکھا دیا
جینا رسولِ پاکؐ نے مرنا حسینؑ نے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منقبت غوث پاکؒ

محبوبِ رب محبتِ نبیؐ جانِ اولیا
پیرانِ پیر حضرتِ سلطانِ اولیا

اس پر بھی اک نظر کہ یقینِ کرم لئے
بیٹھا ہے اک غلامِ غلامانِ اولیا

پَرتو سے اپنے ذرہ کو بھی تابدار کر
اے مہ جمال و مہرِ درخشانِ اولیا

میری طلب کو اپنی فقیری کا رنگ دے
اے شہ نشینِ مسندِ ایوانِ اولیا

دنیا ہو عاقبت ہو کہ وہ حشر و نشر ہو
میری پناہ دامنِ سلطانِ اولیا

جو تجھ سے تجھ کو مانگتا ہے اس کی لاج رکھ
اے غوث پاکؒ اے شہِ شاہانِ اولیا

فیضان عام میں بھی ترے لطفِ خاص ہے
ہو لطفِ خاص اے شہ خاصانِ اولیا

-----☆-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعائیہ منقبت

در پہ آیا ہوں طلبگار ہوں شیئاً للہ
مفلس و بے کس و نا دار ہوں شیئاً للہ

اختیار آپ کو ہر شے پہ دیا ہے اس نے
اور میں عاجز و ناچار ہوں شیئاً للہ

آپ کے خوانِ کرم ہی سے عطا ہو آقا
آپ کے در کا نمک خوار ہوں شیئاً للہ

آپ ہیں شافعِ محشر کے دلارے بیٹے
اور میں ایک گنہ گار ہوں شیئاً للہ

آپ ہر طور سے صد رشکِ مسیحا نفساں
میں بھی ہر طرح سے بیمار ہوں شیئاً للہ

تیرے محبوب نے بخشا ہے غلامی کا شرف
اسی نسبت سے طلبگار ہوں شیئاً للہ

میں تو کم ظرف بھی ہوں خام طلب بھی لیکن
کس کے میخانے کا میخوار ہوں شیئاً للہ

میری منزل ترے محبوب کا ہے نقشِ قدم
اس کی چاہت سے ہی سرشار ہوں شیئً للہ

ہے مقامات کی چاہت نہ منازل کی طلب
طالبِ دیدِ روئے یا رہوں شیئً للہ

تو خطا بخش و خطا پوش ہے میرے آقا
میں خطاکوش و خطا کار ہوں شیئً للہ

اک نظر جس کی دلاتی ہے ہر اک غم سے نجات
اس نظر کا ہی گرفتار ہوں شیئً للہ

-----☆-----

نے آہ سے نالے سے نہ فریاد سے ہوگا
نے اور کسی غیر کی امداد سے ہوگا
اب یہ ہی تمنا ہے یہی میرا یقیں ہے
جو ہوگا عطا ہادئ بغداد سے ہوگا

-----☆-----

سلام

(محبوب غوث اعظمؒ سیدی حضرت اباجیؒ کے حضور)

بات ہے یہ رمز کی ممکن نہیں اس میں کلام
ایک جلوہ اک حقیقت اور اس کے اتنے نام
حمدِ رب نعتِ نبی ﷺ مدحِ شہِ عالی مقام
یہ ہجومِ جلوۂ حق اور یہ ادنیٰ غلام

المدد یا اباّجیؒ یا صاحبِ جود و کرام
السّلام اے تاجدارِ بزم عرفاں السّلام

جام جن کے بادۂ عرفان سے معمور ہیں
مدح والا وہ کریں جو صاحبِ مقدور ہیں
ہم کو تو عجزِ بیاں ہے اس لئے معذور ہیں
ہم کلیم بے زباں ہیں آپ شمع طور ہیں

ہاں بس اتنا عرض کردیں ہو اگر اذنِ کلام
السّلام اے تاجدار بزم عرفاں السّلام

آپ ہی فی احسنِ تقویم کی تعبیر ہیں
معنیِ و الفجر ہیں و النور کی تفسیر ہیں
مظہرِ نورِ خدا ہیں صاحبِ تنویر ہیں
اور غلاموں کے لئے تو کاتبِ تقدیر ہیں
ورنہ یہ تقدیر کب تھی خود کو ہم کہتے غلام
السّلام اے تاجدارِ بزم عرفاں السّلام

کیا نرالی شان ہے کیا عظمتِ یکتائی ہے
جس کے شیدا آپ ہیں وہ آپ کا شیدائی ہے
کون سمجھے گا حقیقت اور کس نے پائی ہے
معتبر شاہد ہے جس سے یہ شہادت آئی ہے
آپ کے نقش کف پا میں نہاں سارے مقام
السّلام اے تاجدارِ بزمِ عرفاں السّلام

ہیں انوکھے آپ کی چشمِ کرم کے زاویئے
کتنے خالی جام تھے جو اک نظر میں بھر دیئے
معنیِ "الفقر و فخری" آپ نے واضح کئے
تاج فقرِ رحمتُ اللعالمین سر پر لئے
محفل روحانیاں میں نائب خیرالانام
السّلام اے تاجدار بزم عرفاں السّلام

حاملِ سرِّ الٰہی محرمِ رازِ خدا
باطناً اصلِ حقیقت اور ظاہر میں جدا
شانِ یکتائی ہجومِ جلوہ میں ثابت شدہ
پرتوِ بدرُالدجیٰ صدرُالعلیٰ نورُالہدیٰ
رونق بغداد و طیبہ زینتِ بیت الحرام
السّلام اے تاجدارِ بزمِ عرفاں السّلام

آپ ہی کے جلووں سے یہ بام و در ضوبار ہیں
روشنی ہی روشنی انوار ہی انوار ہیں
اس ادا سے جلوہ فرما برسردربار ہیں
مسندِ محبو بیت پر جس طرح سرکار ﷺ ہیں
سب وہی رنگ تجلّی اور وہی جلوے تمام
السّلام اے تاجدارِ بزمِ عرفاں السّلام

آپ کی چشمِ کرم سے آپ کی تلقین سے
دامنِ دل ہے مزیّن اک نئی تزین سے
رشتۂ محکم دیا ہم کو نظامِ دین سے
ہوگئی وابستگی اس دامنِ رنگین سے
اب غلامی کو عطا کر دیجئے رنگِ دوام
السّلام اے تاجدارِ بزمِ عرفاں السّلام

ربطِ قلب وجاں رہے پیہم شہِ ابرار سے
بے کسوں کا سلسلہ قائم رہے سرکار ﷺ سے
چشمِ باطن کو جلا ملتی رہے دیدار سے
حشر تک بٹتا رہے صدقہ یونہی دربار سے
فیضِ پیہم تا ابد پاتے رہیں سارے غلام
السّلام اے تاجدارِ بزمِ عرفاں السّلام

اِک نگاہِ بندہ پرور اک عطائے بے مثال
یا محبِّ خاصِ محبوبِ خدائے لایزال
آپ پر روشن ہے آقا جو غلاموں کا ہے حال
ایک ہی سب کی دعا ہے ایک ہی سب کا سوال
ازرہِ لطف و کرم دیجئے غلامی کو قیام
السّلام اے تاجدارِ بزمِ عرفاں السّلام

کیجئے چشمِ کرم ربُّ العلیٰ کے واسطے
رحمتِ کُل حضرتِ خیرُ الوریٰ کے واسطے
پنجتن کے اور اُن کے مہ لقا کے واسطے
یعنی حق دارِ رکاب مصطفیٰ کے واسطے
کیجئے چشمِ کرم یا صاحبِ فیضِ دوام
السّلام اے تاجدارِ بزمِ عرفاں السّلام

-----☆-----

ختم شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک انوکھا اور نرالا سلسلۂ طریقت

تمام دنیا اور بالخصوص برصغیر میں طریقت کے جو سلسلے معروف ہیں ان میں قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ چار سلسلے خصوصیت کے حامل ہیں ان سلسلوں سے ہی دوسرے سلسلے وجود میں آئے ہیں قادری سلسلے کی بھی کئی شاخیں ہیں ان میں اکثر برصغیر سے باہر مقبول ہیں بالخصوص براعظم افریقہ میں قادریہ سلسلوں کا غلبہ ہے جسکی تفصیل سید عبد اللہ المسدوسی کی تصنیف "افریقہ ایک چیلنج" میں ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ جہاں تک چشتیہ سلسلے کا تعلق ہے تو اس میں خواجگان چشتیہ سے جو سلسلے چلے ہیں ان میں بختیاری، فریدی، نظامی، صابری سلسلے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ سہروردیہ سلسلہ ایک طور پر قادریہ سلسلہ کا ہی ظِل ہے۔ اسلئے کہ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ حضرت غوث پاکؒ کے ہی فیض یافتہ ہیں اور انکے ہی ارشاد کے مطابق اکابرینِ بغداد میں اخیر ہیں۔ آپ کا سلسلہ بھی اپنی منفرد حیثیت میں بہت مقبول ہے۔ بالخصوص برصغیر میں اس سلسلے کو پھیلانے والی ہستی حضرت بہاالدین زکریا ملتانیؒ ہیں جنکے نائبین اور خلفاء میں حضرت صدر الدینؒ ملتانی اور انکے خلفاء میں حضرت شاہ رکنِ عالمؒ خاص شہرت رکھتے ہیں۔ نقشبندیہ سلسلہ حضرت شیخ بہاالدین نقش بندؒ سے چلا ہے برصغیر میں آپ کے سلسلے کے

معروف بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہؒ ہیں جنکے بعد حضرت مجددؒ الف ثانی کا اسم گرامی بہت معروف ہے اور جن سے مجددی سلسلہ چلا ہے۔ اسی طرح حضرت وارث علی شاہؒ کا وارثی سلسلہ اور حضرت بابا تاج الدینؒ ناگپوری کا تاجی سلسلہ بھی معروف اور مقبول ہے علاوہ ازیں ان سلسلوں کے بعض دیگر بزرگان کے نام سے بھی معتقدین نے سلسلوں کا تسمیہ کیا ہے جنکی تعداد کثیر ہے۔

مندرجہ بالا تمام سلسلوں میں دو باتیں قدرِ مشترک کی حیثیت سے موجود ہیں۔

☆اول خلافت و نیابت

☆دوم بیعت و اجازت

یعنی یہ کہ ہر بانیٔ سلسلہ کے کچھ خلفاء ہیں ان میں ہر خلیفہ کے متعدد خلفاء پھر خلافت در خلافت ہے۔ بانیٔ سلسلہ سے پہلے بھی اور بعد بھی ایک تسلسلِ خلافت ملتا ہے جسکی بنیاد پر ہر سلسلہ کا علیحدہ علیحدہ شجرہ ہے اور ہر سلسلے میں اپنے سابق بزرگان سے روحانی و قلبی وابستگی قائم رکھنے کے لئے شجروں کے اعادہ کی روایت بھی ہے۔ بزرگانِ سلف سے نسبت ہونے کے باوجود ہر طالب کا براہ راست تعلق اپنے پیر سے اور اس سے اوپر کے تعلقات وسیلے اور وساطت سے ہیں یعنی اس زنجیر میں کڑی سے کڑی ملتی ہے۔ اوپر تک براہ راست رسائی نہیں ہوتی ۔ وسیلوں، وساطتوں اور کڑیوں کے ذریعہ یہ رشتہ قائم رہتا ہے۔ کسی بھی جگہ داخلِ سلسلہ ہونے کے لئے یا کسی کو داخل سلسلہ کرنے کے لئے خلافت و اجازت ایک جانب اور ارادت دوسری جانب ضروری ہوتی ہے۔ کوئی بھی بزرگ کسی شخص کو اس وقت

تک داخلِ سلسلہ نہیں کر سکتا جب تک کہ اسے اپنے شیخ یا پیر سے داخلِ سلسلہ کرنے کی ظاہر و باطن میں اجازت نہ ملی ہو۔ صرف صاحبِ اجازت بزرگ ہی کے ہاتھ پر بیعت ہو سکتی ہے اور کسی کو جبراً یا زبردستی بیعت بھی نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ بیعت ہونے والے کے پاس ارادت نہ ہو۔ اسی ارادت کی وجہ سے اسے مرید اور پیر کو مراد کہا جاتا ہے۔ یہ باتیں اور شرائط تمام ہی سلاسل کا لازمہ ہیں۔

مندرجہ بالا طریق کے علاوہ فیض و برکات اور تربیتِ روحانی کا ایک ذریعہ نسبتِ اویسی بھی ہے یہ نسبت حضرت اویس قرنیؓ کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت اویس قرنیؓ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں موجود تھے۔ مگر (ہجر عشق کے کمال کے سبب) عالم ظاہر میں ملاقات نہ کر سکے۔ انکی کنیت ابو عمرو (عمر) ہے۔ والدہ کے انتہائی خدمت گذار اور فرمانبردار عابد و زاہد اور خلق سے کنارا کش تھے۔ سرکارؐ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ ظاہرہ ملاقات نہ ہونے کے باوجود فیضانِ باطن بے حساب تھا۔ از روئے شریعت آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے مگر فرط محبت اور قربِ باطن کے سبب صحابہ کے ہم رتبہ تصور کیئے جاتے ہیں۔ سرکارؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ عمرؓ و علیؓ سے انکی ملاقات ہو گی اور انکی شناخت یہ ہے کہ پورے جسم پر بال ہیں اور ہتھیلی کے بائیں پہلو پر ایک درم کے مساوی سفید رنگ کا داغ ہے لیکن وہ برص کا داغ نہیں لہٰذا جب ان سے ملاقات ہو تو میر اسلام پہنچانے کے بعد میری امت کے لئے دعا کرنے کا پیغام بھی دینا۔ جب صحابہ نے عرض کی کہ آپؐ کے پیراہن کا

حقدار کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "اویس قرنی"۔ دور خلافتِ راشدہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے حضرت اویس قرنیؒ سے ملاقات کی۔ حضرت عمرؓ نے انکی دست بوسی کی اور حضورؐ کا لباس مبارک پیش کرتے ہوئے سلام پہنچا کر امتِ محمدیؐ کے حق میں دعا کرنے کا پیغام بھی دیا۔ اسی واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اویسی نسبت کیا چیز ہے اور اس کا فیضان کیسا ہوتا ہے۔ یہ نسبت کسی بزرگ کو کسی بھی دوسرے بزرگ سے ہو سکتی ہے۔ جیسے حضرت غوث پاکؒ کو نسبتِ اویسی حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے تھی، حضرت سلطان باہوؒ کو یہ نسبت حضرت غوث پاکؒ سے تھی، حضرت بہا الدین نقشبندؒ کو یہ نسبت حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ سے تھی، اور انکے علاوہ بھی بہت سے بزرگوں کو ایسی روحانی نسبتیں رہی ہیں مگر پوری دنیا میں سوائے ایک کہیں بھی اس "نسبتِ اویسی" سے کوئی سلسلہٴ طریقت نہیں چلا ہے۔

اس ضمن میں واحد ذات محبوبِ غوث اعظمؒ حضرت غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے کہ انہوں نے برصغیر میں نسبت اویسی سے کسی سلسلے کی بنیاد ڈالی اور اپنے اس قائم شدہ سلسلے میں حضرت غوث پاکؒ کے (باطن میں) ارشاد کے مطابق قادری سروری اویسی پنجتنی فیض جاری کر دیا۔ تاریخ تصوف و طریقت کا باطن میں رخ موڑ دینے والی یہ عظیم شخصیت شہرت سے بیگانہ اپنی نفی میں اکمل، مراتب و مدارج میں یگانہ، فقرِ محمدیؐ کی تاجدار اور راہ فقر کی چھٹی ہستی تھی۔ جو کراچی میں اس عالم فنا سے ایسے گذر گئی کہ ماسوائے چند کسی کو بھی علم نہ ہو سکا۔ آپ کا طریقہ تھا کہ

خود کو حضرت غوث پاکؒ کا غلام کہتے تھے جب کہ حضرت غوث پاکؒ نے بہت سے اکابرینِ سلسلہ کے مراقبوں، مکاشفوں اور خوابوں میں فرمایا کہ "یہ اور ہم ایک ہیں"۔

☆ آپ کا وِرد تھا "میرا ماہی صلِ علیٰ میں کچھ بھی نہیں"

☆ آپ فرماتے تھے "میں سرکار کا غلام ہوں اور غلام پیر نہیں ہو سکتا"

☆ آپ آنے والوں کو اور داخلِ سلسلہ ہونے والوں کو اپنا مرید کہنے کے بجائے "غلام بھائی" کہتے تھے۔

☆ آپ داخل سلسلہ ہونے والوں سے بھی فرماتے تھے کہ تم لوگ آپس میں غلام بھائی ہو۔ اور مجھے اباجیؒ کہا کرو۔

☆ آپ فرماتے تھے پیر سرکار غوث پاکؒ ہیں اور ہم سب انکے غلام ہیں۔

☆ آپ اپنے سلسلے کو اپنی برادری کہتے تھے۔

☆ آپ کا ارشاد تھا کہ یہ سرکار کا سلسلہ دنیا سے انوکھا اور نرالا ہے۔

☆ آپ کا ارشاد تھا کہ یہ سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

☆ آپ فرماتے تھے کہ جو بھی اس سلسلے میں پیر بنے گا فیض اسی پر ختم ہو جائے گا۔ آگے نہیں بڑھے گا۔

☆ آپ فرماتے تھے یہ براہِ راست سرکارؒ کا سلسلہ ہے۔

☆ آپ فرماتے تھے کہ اس سلسلے میں وہی لوگ آئینگے، غلامی جنکو سرکار غوث پاکؒ سے عطا ہوئی ہے۔

آپ کے ارشادات واقوال کی کوئی بڑی فہرست نہیں بنائی جاسکتی، اسلئے کہ وعظ و تقریر آپ کا طریقہ نہیں تھا۔ "ماں جی" فرماتی تھیں "پتر تیرے ابّے دل سے بولتے ہیں زبان سے نہیں" اور بے شک ایسا ہی تھا ان میں خانقاہیت کی مروجہ روایات دور دور تک نہیں تھیں۔

☆ آپ نے اپنے لئے نہ کوئی گدی بنوائی نہ خصوصی نشست کا انتظام کیا غلام بھائیوں میں ایسے عام انداز سے بیٹھتے تھے کہ آنے والے کو پتہ ہی نہ چل سکے کہ صاحبِ سلسلہ کون ہے اور اہلِ سلسلہ کون ہیں۔

☆ آپ اپنے لئے دست بوسی اور پابوسی کے سخت خلاف تھے۔ فرماتے تھے کہ یہ پیروں کا طریقہ ہے اور پیر سرکار غوث پاکؒ ہیں۔

☆ آج تک کبھی کسی کا نذرانہ قبول نہیں کیا زندگی بھر محنت و مشقت کی اور خود کسبِ حلال پر عمل پیرا رہے۔

☆ غلام بھائیوں کی حاضری یا تو جمعرات کو ختم شریف سے قبل مغرب کے وقت ہوتی تھی یا چاند کی دس تاریخ کو قبل مغرب۔ تقسیم تبرک کے بعد فرماتے تھے "نان کہ خوردی خانہ برو"۔ ارشاد یہ تھا کہ بیوی بچوں کے ساتھ عام مسلمان کی سی زندگی گزارو۔

☆ اعتدال پسندی کا یہ حال تھا کہ افطار کے بعد اگر غلام کھانے پینے میں لگے رہتے تو کبھی فرماتے خوب کھاؤ پیو، نماز گھر کی ہے۔ اور کبھی ارشاد ہوتا کہ کھاتے ہی رہو گے یا نماز بھی پڑھو گے؟

☆ آپ فرماتے تھے دنیا میں جو بھی درود تاج شریف پڑھتا ہے اسے میرا فیض پہنچتا ہے۔

☆اس تمام نرمی اور رواداری کے باوجود کبھی یہ بھی ارشاد ہوتا "یہاں دنیا کی بات نہیں ہوگی" اور کبھی فرماتے کہ ہماری سوئی بھی کھو جائیگی تو سرکارؒ سے ہی کہیں گے۔

☆ ایک مرتبہ کچھ بارش کا موسم تھا سب غلام ایک بڑے کمرے میں موجود تھے آپ وہاں سے اٹھ کر باہر تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد کسی کو خیال آیا کہ دیکھیں آپ کہاں چلے گئے باہر آ کے دیکھا تو آپ آنے والے غلاموں کی جوتیاں اٹھاکر بارش سے بچاکر اندر کی طرف رکھ رہے تھے۔

☆ آپ فرماتے تھے یہ محبت کا سلسلہ ہے مجھ سے خوب محبت کرو یہ ھی سرکار غوث پاکؒ کو جائیگی۔ وہاں سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہاں سے سیدھی اللہ کے حضور جائے گی۔

☆ اگر کوئی داخل سلسلہ ہونے کی آرزو کرتا تو اس سے پہلے سوالاکھ مرتبہ درود شریف اور سوالاکھ مرتبہ لاحول کم وبیش پڑھنے کے لئے کہا جاتا ہے۔

اسکی تکمیل کے بعد طالب کو دو نفلیں پڑھائی جاتیں اور اس سے سرکار کی غلامی کا اقرار کرنے کو کہا جاتا۔ آغاز میں آپ ختم شریف کے دوران غلام کو سرکار غوث پاکؒ کے حضور قبولیت کے لئے پیش کرتے اور سرکارؒ کی آواز آتی تھی کہ ہم نے قبول کیا مگر بعض ظاہر بیں ذہن آواز کے سلسلے میں مشکوک ہوئے تو آواز آنی

بند ہو گئی اور نفلوں کا طریقہ باقی رہا جو ہنوز جاری ہے۔ نفلیں پڑھنے کے بعد سرکار کی طرف سے غلام کو اسم "اللہ" عطا ہوتا ہے اس کا قلب جاری ہو جاتا ہے۔ جو "اللہ اللہ" کا ذکر کرتا ہے۔ بعض کے پورے چھ لطیفے جاری ہو جاتے ہیں اور لطیفہ نفس کا اجراء معطل ہو جاتا ہے۔ اسے سلطان الاذکار کہا جاتا ہے۔ یہ بعض سلسلوں کا نقطہ کمال ہے جو آپ کے ہاں نقطہ آغاز ہے۔ داخلِ سلسلہ ہونے کے ساتھ ہی بعد مغرب دو نفلیں رضائے غوث پاکؒ کے لئے روزانہ پڑھی جاتی ہیں۔ درود شریف کی کثرت رہتی ہے خاص کر درود تاج شریف کا ورد ہوتا ہے بعد نمازِ مغرب اسم ذات "اللہ" کا مراقبہ ہوتا ہے۔ اور ذکر بالقلب پر دھیان دیا جاتا ہے۔ ہر جمعرات کو بعد نماز مغرب ختم شریف میں شرکت ہوتی ہے۔ اور چاند کی دس تاریخ کو قبل مغرب گیارہویں شریف کا ختم ہوتا ہے۔ (یہ اجتماعی ختم دس تاریخ کو غالباً اس لئے رکھا گیا ہے کہ انفرادی طور پر گیارہویں شریف کرنے والے اپنے گھروں پر گیارہ تاریخ کو نیاز دے سکیں) شعبان کی پندرہویں شب ۱۰۰ نفلیں دس دس مرتبہ سورۂ اخلاص کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں اسکے علاوہ سلسلے کے اوراد میں سرکارؒ کے اسماء قصیدۂ غوثیہ اور قصیدۂ روحی شامل ہیں مگر ان تمام معاملات میں بے حد نرمی اور عفو و درگذر سے کام لیا جاتا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ بے عملی سے بھی غلامی پر حرف نہیں آتا یہ سلسلہ خطا پہ عطا کا سلسلہ ہے۔

ختم شریف کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین مرتبہ درود شریف پھر

آٹھ مرتبہ سورۂ فاتحہ، گیارہ ۱۱ مرتبہ سورۂ اخلاص پھر تین مرتبہ درود شریف اور درود تاج شریف، اسکے بعد نذر اللہ پھر حضورِ نبی کریمؐ اور اسکے بعد پنجتن پاک خلفائے راشدین، صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین کو ہو کر بالخصوص سیدی غوث پاکؒ دستگیر کی نذر پھر دعائیں اور التجائیں خاص کریہ کہ:

امداد کن امداد کن | از بندِ غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن | یا غوث الاعظم دستگیرؒ

مندرجات بالا کا مطالعہ کر کے آپکو یقیناً اشتیاق پیدا ہو رہا ہو گا کہ محبوبِ غوث الاعظم دستگیرؒ سیدی حضرت غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے متعلق بھی آپ کو معلومات حاصل ہوں کہ یہ عظیم ہستی پردۂ اخفاء میں رہ کر اس طرح گذر گئی کہ جنہوں نے آپ کو دیکھا وہ بھی پچھتا رہے ہیں اور جنہوں نے نہیں دیکھا وہ بھی۔ اس تشنگی کو رفع کرنے کے لئے برائے معلومات عرض کروں کہ آپ اپنے اہل سلسلہ سے فرماتے تھے کہ تم بیٹوں کی طرح رہو اور مجھے باپ کی طرح سمجھو اور ''ابا جی'' کہو چنانچہ ہم سب ان کو ابا جیؒ کہتے ہیں۔

حضرت ابا جیؒ کی عمر وصال کے وقت ۷۵ پچھتر برس تھی۔ اور آپ کا وصال ۶، اپریل ۱۹۶۴ء بروز منگل مطابق ۲۳ ذیقعد ۱۳۸۳ھ کو کراچی میں ہوا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سنہ ولادت تقریباً ۱۸۸۹ء کے لگ بھگ ہے اور سنہ ہجری

تقریباً ۱۳۰۸ھ ہے۔

آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی خیریتی بخش تھا آپ کپور تھلہ مشرقی پنجاب کے رہنے والے تھے اور آپ کے آباواجداد بیکانیر سے کپور تھلہ آئے تھے جو اباجیؒ کا مولد و مسکن رہا۔ ۱۹۴۷ء میں کپور تھلہ میں ہندو مسلم فسادات پھیل گئے اور جب تشکیل پاکستان ہوئی تو حضرت اباجیؒ نے سنت نبوی کی تکمیل میں وہاں سے ہجرت فرمائی اور لاہور میں قیام پذیر ہوئے وہاں سے گوجرانوالہ میں عارضی قیام کیا پھر کراچی تشریف لے آئے۔ آپ کا تعلق شرفائے پنجاب کے ایک متوسط گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد بزرگوار راجہ کپور تھلہ کے توشہ خانے کے مہتمم تھے اور ایک چھوٹے زمیندار تھے۔ اباجیؒ نے اس دور کے تقاضوں کے مطابق علوم دنیوی کی رسمی تعلیم مڈل تک حاصل کی تھی۔ ریاست کپور تھلہ میں آپ نے پٹواری کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں اور ابتر مالی حالات میں کسبِ حلال کے لئے محنت مزدوری کی سنت بھی ادا کی بلکہ ایک زمانے میں تو ایک ٹھیلہ خرید کر اس پر شربت بھی بیچا ہے۔ ویسے تشنگاں کی سیرابی تو آپ نے ہمیشہ ہی کی اب بھی کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

کپور تھلہ کے ایک نیک پرہیزگار اور عبادت گزار بزرگ عبدالرحمٰن جو اپنی اکثر راتیں قبرستان میں عبادت کر کے بسر کرتے تھے آپ کے خسر محترم تھے۔ جنکی بیٹی رحیمہ بی بی سے آپ کی شادی ہوئی۔ شادی کے وقت آپ کی عمر ۲۱ سال تھی۔ یعنی اس عمر میں شادی کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سنت پوری کی رحیمہ

بی بی جنہیں ہم سب "ماں جی" کہتے ہیں خود ایک ولیہ تھیں اور اباجیؒ کے پاس طالب کی حیثیت سے آنے والوں کو ماں کی سچی شفقت دیتی تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ وصال سے چند سال قبل اور اباجیؒ کے وصال کے چند سال بعد شعبان کی پندرہویں شب جب قادری منزل پر حسب معمول شب بیداری ہو رہی تھی اور غلام نوافل ادا کر رہے تھے تو ماں جی ایک ایک کو دعائیں دیتی ہوئی سرکار کے الطاف واکرام کے تذکرے فرما رہی تھیں۔ اچانک مجھ پر انکی نظر کرم ہوئی اور میرا ہاتھ ہاتھ میں پکڑا اور اپنے سینہ پر لگا کر فرمانے لگیں "دیکھ پتر سرکار کی کتنی توجہ آ رہی ہے" بے شک ان کا قلب اسم اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔

اسی طرح ایک مرتبہ اباجیؒ کے عرس شریف کے موقع پر میں اسپتال میں داخل تھا۔ ماں جی نے ختم شریف کے فوراً بعد بغیر سلا ہوا ایک جوڑا حضرت سید شبیر علی قادریؒ کو دیا کہ یہ فائق کے لئے ہے اسے پہنچا دینا۔ حالانکہ میں اباجیؒ کے سلسلے میں کوئی معروف شخصیت نہیں تھا بلکہ میں تو اباجیؒ کے وصال کے بعد داخل سلسلہ ہوا تھا۔ جبکہ سلسلے کی بہت سی قابلِ تعظیم ایسی بزرگ ہستیاں جنہیں اباجیؒ سے فیض صحبت بھی حاصل تھا اور فیض روحانی بھی، جن کی خاکِ پا کو میں اپنے لئے باعث اعزاز جانتا ہوں کثیر تعداد میں موجود تھیں۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ماں جی کی شفقت اور محبت صرف برگزیدہ ہستیوں کا ہی حصہ نہیں تھی بلکہ ان کا فیض بھی عام تھا۔ ماں کی سی وہ سچی شفقت جو دین و دنیا میں موجب برکات ہے۔ یہ تو غلاموں کے ساتھ ایک مشفق ماں کا رویہ تھا۔

اسی طرح اباجیؒ کے ساتھ بھی ان کا برتاؤ فرمانبردار شریک حیات والا تھا۔یہ شریف النفسی اباجیؒ کی قربت اور تربیت کا بھی نتیجہ تھی اور اپنے والد بزرگوار کا ورثہ بھی تھا۔جو خود اپنی صفات میں ولیوں کی طرح تھے۔انکے ایک بیٹے یعنی اباجیؒ کے برادرِ نسبتی بغداد شریف میں برسر کار تھے۔جنکی معاونت سے حضرت اباجیؒ کو بغداد شریف میں ریلوے کے محکمے میں کلرک کی حیثیت سے ملازمت مل گئی۔یہ ملازمت ایک جانب توکسبِ حلال کا ایک ذریعہ تھی اور دوسری جانب سرکار غوث پاکؒ کی طرف سے اپنے روضۂ اقدس سے بھی اباجیؒ کو قریب کرنا تھا۔چنانچہ قیام بغداد کے دوران سرکار غوث پاکؒ کے مزار اقدس پر اکثر آپ کا جانا ہوتا تھا۔اور خاص کر جمعہ کو باقاعدگی سے حاضری دیتے تھے۔خواب میں اکثر حضرت غوث پاکؒ کی زیارت سے مشرف ہوتے۔

ایک دن وقت حاضری آپ آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے کہ حضرت غوث پاکؒ تشریف فرما ہوئے۔اور خود تصدیق فرمائی کہ میں ہی غوث الاعظمؒ ہوں، اباجیؒ نے عالم حیرت میں آنکھ کھولدی مگر اسکے بعد بھی وہ نظارہ قائم رہا۔چند ساعت نظر سے نظر ملی اور سرکار نے دینوی نعمتوں کے خزانے اباجیؒ کو عطا فرمادیئے۔اس لمحے کے بعد سے جو کچھ پردۂ اخفا میں تھا چشم ظاہر کے مشاہدے میں بھی آگیا اور اباجیؒ کا جو حال ہوا وہ خود ہی جانتے ہیں۔یا اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتا ہے۔

حضرت اباجیؒ وہ کامل بلکہ اکمل ذات تھے کہ اگر ایک پل میں ہزار رموز

باطن آپ پر منکشف ہوں تو چہرے کے تاثر سے بھی اس کا اظہار نہ ہونے دیں۔ جتنے نعمتوں کے خزانے تھے وہ سب آپ کے ظرف عالی میں جذب ہو سکتے تھے مگر مشیت اپنے بندوں پر مہربانی تھی۔ سرکار غوث پاکؒ کو اظہار کرم کرنا تھا اس لئے اباجیؒ کے قیام بغداد کے دوران ہی ایک دن سرکار غوث پاکؒ کا ارشاد ہوا کہ "ہم نے جو نعمت آپ کو عطا کی ہے وہ اللہ کے بندوں کی رشد و ہدایت کے لئے پھیلائیں اور انہیں راہِ محمدی ﷺ کی طرف بلائیں۔ حضرت اباجیؒ نے اظہارِ عجز و انکساری کرتے ہوئے معذرت چاہی کہ یہ کام مجھ سے نہ ہو سکے گا۔

اس پر سرکارؒ نے فرمایا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ پھر حضرت اباجیؒ نے سرکار سے تین وعدے لئے:

☆ اول یہ کہ غلام تارکِ دنیا نہیں ہو گا اور اپنے گھربار اور بیوی بچوں کے ساتھ معمول کی دنیا گزارے گا۔

☆ دوم یہ کہ کسی کا دماغ ماؤف نہیں ہو گا اور مجذوبیت اس پر طاری نہ ہو گی۔ بقید ہوش و حواس رہے گا۔

☆ سوم یہ کہ اس پر راہ کی کوئی آزمائشی افتاد نہیں پڑے گی۔

سرکار غوث پاکؒ نے اباجیؒ کی یہ سب باتیں مان لیں اور اباجیؒ نے ایک ایسے سلسلہ کی بنیاد ڈالی کہ جو تمام سلسلوں سے انوکھا اور نرالہ ہے جو قیامت تک قائم رہے گا جس میں دین و دنیا کا فیض ساتھ ساتھ ہے۔ جو محبت کا سلسلہ ہے۔ جس میں پیری یا مریدی اور خانقاہیت نہیں ہے۔ پہلی صدی جیسا فیض جاری ہے۔

آخر میں ایک نقطہ کی خاصکر وضاحت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ حضرت اباجیؒ نے فرمایا کہ یہ سلسلہ دنیا سے انوکھا اور نرالا ہے۔ اس فرمان کو داخلِ سلسلہ ہر شخص اپنے دل کی گہرائیوں کے ساتھ پوری صداقت سے تسلیم کرتا ہے مگر اس انوکھے پن سے کون کیا مراد لیتا ہے شاید اس میں لوگوں کی آراء میں اختلاف ہو۔ اور شاید بعض لوگ ایسے بھی ہوں جنہوں نے اس انوکھے پن کو جاننے کے بجائے ماننا ہی بہتر سمجھا ہو، مگر میں جو کچھ سمجھا ہوں اسکی تاریخ طریقت سے تصدیق ہوتی ہے اور وہ یہ کہ حضرت اباجیؒ کے علاوہ کوئی بھی بزرگ ایسے نہیں گزرے جنہوں نے اویسی نسبت پر کسی سلسلے کی بنیاد رکھی ہو۔ یعنی ایسا کوئی سلسلہ نہیں جس میں بانیٔ سلسلہ سے پہلے نہ کوئی شجرہ ہو اور نہ بانیٔ سلسلہ کے بعد۔ یہ اباجیؒ کا واحد سلسلہ ہے کہ جہاں نسلیں گذر جانے کے بعد بھی جو غلام ہو گا وہ براہِ راست غوث پاکؒ اور حضرت اباجیؒ کا غلام ہو گا اور درمیان کی تمام کڑیاں غائب ہو نگی۔

بے شک وہ شخص جس نے کسی غلام کو داخلِ سلسلہ کرنے کے لئے نوافل پڑھائے ہوں وہ انفرادی اور ذاتی نسبت میں غلام کے لئے قابلِ احترام اور اس کا محسن ہو گا مگر اس کے بعد درمیان کے واسطے نہیں ہو نگے، براہ راست اباجیؒ ہو نگے یا سرکار غوثِ پاکؒ ہوں گے۔ یہ طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آج بھی اگر کوئی داخلِ اسلام ہونا چاہے تو وہ کسی بھی کلمہ گو کے ہاتھ پر ایمان لے آئے براہِ راست سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہو گا۔ کلمہ پڑھانے والے کا رتبہ ایک ذاتی محسن کا ہو گا جو بے شک معظم و محترم ہے۔ اباجیؒ کے سلسلے میں نیابت بھی وہی

ہے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ سرکارؐ کے خلیفہ اور حضرت عمرؓ بھی حضرت ابو بکرؓ کے نہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ۔ حضرت عثمان غنیؓ حضرت عمرؓ کے اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ حضرت عثمانؓ کے خلیفہ نہیں، بلکہ خلیفۃ الرسولؐ ہیں،

اسی بنیاد پر حضرت اباجیؒ نے اپنا سلسلہ قائم کیا اور اسے پہلی صدی والے فیضان کا طریقہ قرار دیا۔

نہ ایسی انجمن دیکھی نہ جانِ انجمن دیکھا
جسے دیکھا سرورِ قرب سے اس کو مگن دیکھا
یہاں حُبِ نبیؐ کا اک نرالا ہی چلن دیکھا
اویسی سروری نسبت سے فیضِ پنجتن دیکھا
کہ چودہ سو برس کے بعد بھی وہی نظارہ ہے

------☆------

قطعہ

اِنہی کی ذاتِ اقدس مظہرِ اوجِ فقیری ہے
عجب اندازِ محبوبی ہے شانِ بے نظیری ہے
وہ اِن کا سلسلہ جس میں مریدی ہے نہ پیری ہے
غلامی ہے، محبت ہے، کرم ہے، دستگیری ہے

بہارِ شاخِ طوبیٰ ہے سرورِ موجِ کوثر ہے
مرے سرکارِ غوثِ پاکؒ کے محبوب کا در ہے

قطعہ

جنہیں ہو دین کی چاہت مرے آقا کے گھر آئیں
نہ ملتی ہو جنہیں منزل اِدھر آئیں اِدھر آئیں
پئے اصلاحِ حالِ دل بہ عزم معتبر آئیں
عطائے غوثِ اعظمؓ عام ہے اہل نظر آئیں

صدائے حق بِحَالی وَادْخُلُوْ اَنْتُمْ رِجَالیٰ ہے
درِ محبوبِ غوثِ پاکؓ کی عظمت نرالی ہے

قطعہ

آبِ رحمت کا ہو گلزارِ محبت میں نزول　　تر و تازہ رہیں آقا ترے گلزار کے پھول
ہے خطاؤں پہ عطا تیرا کرم تیرا اصول　　اس خطا کار کی یہ عرض بھی ہو جائے قبول

تیرے جلوے سحر و شام نگاہوں میں رہیں
تا ابد ہم ترے دامن کی پناہوں میں رہیں

آمین

بھیجتے ہیں سلام جو انؐ پر میں انہیں بھی سلام کرتا ہوں

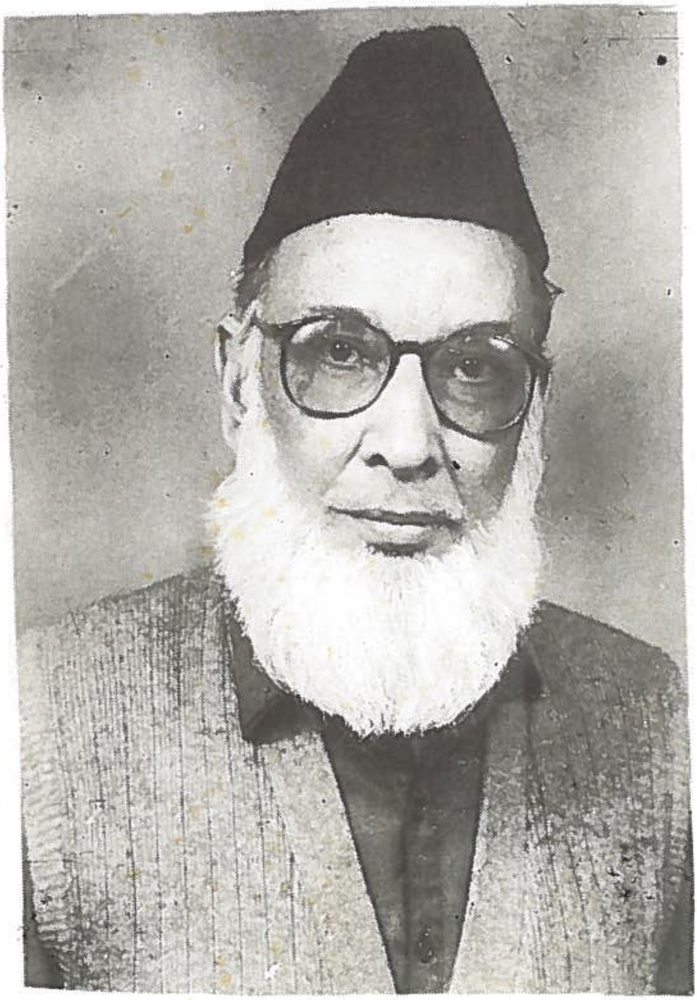

پروفیسر محمد فائق صدیقی قادری بدایونی

رابطہ:

پروفیسر محمد فائق صدیقی قادری

مکان نمبر ۳۰۶، بلاک نمبر ۱۰، فیڈرل۔بی۔ایریا، کراچی

فون نمبر:

۶۳۶۵۲۵۵

۶۳۷۸۰۲۹

ای میل:

Bilsid@attglobal.net

Bilal_m@hotmail.com